بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ،

أَمَّا بَعْدُ:

75: آخرت کے دن پر ایمان - حصہ دوم

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابو العباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔ اور پچھلے درس میں ہم بات کر رہے تھے برزخی زندگی کے تعلق سے اور قبر کے تعلق سے سوال، اور قبر کا نعیم اور عذاب؛ اور جہاں پر رُکے تھے وہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ اس مسئلے میں کچھ مزید تفصیل بیان فرما رہے ہیں، اور فرماتے ہیں: "وهل تسأل الأمم السابقة؟" (کیا سابقہ اُمتوں سے بھی سوال کیا جائے گا؟)۔

یعنی قبر میں جو سوال ہوں گے اِس امت کا تو ہمیں پتہ چل گیا ہے اور دلائل بھی بیان کر لیے ہم لوگوں نے لیکن جو سابقہ اُمتیں ہیں کیا اُن سے بھی سوال ہو گا کہ نہیں؟

شیخ صاحب فرماتے ہیں: بعض علماء نے یہ کہا ہے اور یہ صحیح بات ہے اُن کی کہ سابقہ اُمتوں سے بھی سوال کیا جائے گا، کیونکہ جب اس اُمت سے سوال کیا جائے گا (یعنی قبر میں) اور یہ اُمت جو ہے اشرف الاُمم ہے تو من باب اولیٰ جو اِن کے علاوہ اُمتیں ہیں اُن سے بھی سوال کیا جائے گا۔ یعنی قبر کے جو سوال ہیں، جو قبر میں آزمائش اور امتحان ہو گا جو تین سوال پوچھے جائیں گے: "مَنْ رَبُّكَ؟ وَمَا دِينُكَ؟ وَمَنْ نَبِيُّكَ؟ (عليه الصلاة والسلام)"؛ تو سابقہ اُمتیں جو ہیں من باب اولیٰ اِن سے بھی سوال کیا جائے گا اور یہ آزمائش ان سے بھی ہو گی، اور یہی صحیح قول ہے علماء کا شیخ صاحب فرماتے ہیں۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): "قوله" (یعنی شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ قول) "في قُبورِهم" (یعنی اُن کی قبروں میں): قبور جمع قبر ہے اور یہ "مدفن الأموات" ہے (یعنی مرنے والوں کے دفن کرنے کی جگہ ہے)، اور اس سے مراد "ما هو أعم": صرف قبر مراد نہیں بلکہ اس سے مراد برزخ ہے۔

اور" برزخ کی زندگی "تعریف کیا ہے؟"وھو ما بین موت الإنسان وقیام الساعة"(برزخ جو ہے یہ وہ مرحلہ ہے انسان کے مرنے کے بعد سے لے کر قیامت قائم ہونے تک کا جو مرحلہ ہے اسے کہتے ہیں البرزخ)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: چاہے میت کو دفنایا جائے، یا مرنے کے بعد اگر اسے بھیڑیئے نوچ کر کھالیتے ہیں، یا سمندر کی مچھلیاں اسے کھالیتی ہیں، یا ہوا سے اُس کا خاتمہ ہو جاتا ہے، کسی بھی طریقے سے جب انسان مر جاتا ہے تو مرنے کے بعد کی زندگی کو برزخ کہا جاتا ہے۔

مطلب یہ ہے شیخ صاحب یہ فرمارہے ہیں کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اُس کی برزخی زندگی شروع ہو جاتی ہے اِسے قبر بھی کہتے ہیں ، جب کسی مرنے والے کو دفنایا جاتا ہے تو اسے قبر کی زندگی کہتے ہیں، قبر کی زندگی برزخی زندگی میں سے ہی ہے۔

کیا قبر کے علاوہ بھی برزخی زندگی ممکن ہے؟ قبر کی زندگی جو ہے یہی خاص ہے، اور عمومی طور پر مرنے کے بعد چاہے کسی شخص کو دفنایا جائے (یا جسے کہتے ہیں کہ قبر نصیب ہوتی ہے)، یا بعض لوگ جو ہیں پانی میں ڈوب کر مر جاتے ہیں قبر نصیب نہیں ہوتی اُن کو، بعض لوگ جو ہیں صحراؤں میں یا ویرانوں میں مر جاتے ہیں اور انہیں بھیڑیئے جو ہیں وہ نوچ کر کھالیتے ہیں، یا ہواؤں کے ذریعے سے یا ریت کی وجہ سے اُن کا خاتمہ ہو جاتا ہے کچھ چیز باقی نہیں رہتی؛ تو یہ تمام لوگ جو ہیں یہ مرنے کے بعد برزخی زندگی میں ہیں (برزخ میں ہیں)۔

یہ سب بتانے کی کیا وجہ ہے؟ کوئی بتائے گا یہ تفصیل کیوں بتائی ہے شیخ صاحب نے؟ بعض لوگوں کو جلادیا جاتا ہے جیسا کہ ہندو آپ کو پتہ ہے کہ جلادیتے ہیں تو اُن کا جسم تو ہے نہیں نہ وہ قبر میں ہیں، تو کیا اُن سے سوال ہوگا کہ نہیں؟ کیا قبر کا جو عذاب یا نعیم جو بھی ہے ایسے لوگوں کے ساتھ جن کے جسم باقی نہیں رہتے راکھ کی طرح ہوا میں اُڑ جاتے ہیں وہ کہاں پر ہوں گے؟ اُن کا کیا ہو گا؟ تو یہ سب برزخ میں شامل ہیں۔

مزید تفصیل آگے آئے گی لیکن تاکہ یہ نہ سمجھے کوئی شخص کہ صرف قبر کی حد تک یہ بات محدود ہے اور قبر کے علاوہ کوئی برزخ ہوتا ہی نہیں ہے؛ تو قبر کی زندگی برزخ کی زندگی کا ایک حصہ ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اور ظاہر یہ ہے کہ یہ فتنہ جو ہے جو آزمائش ہے، یعنی جو سوال ہیں قبر میں یہ اُس وقت تک نہیں شروع ہوتے جب تک کہ جو دنیاوی احوال ہیں ختم نہ ہو جائیں (یعنی جب میت دنیا سے رخصت ہو جاتی ہے اور اس کے مرنے کے بعد جب اس کو دفنانے کا وقت آتا ہے یا آخرت کا اُس کا مرحلہ شروع ہوتا ہے اُس وقت تک اُس سے

سوال نہیں ہوتا)، یعنی اگر کسی شخص کا دفن جو ہے دیر ہو جائے ایک دن یا کچھ دن تو اس وقت تک سوال نہیں ہو گا جب تک کہ اسے دفنایا نہیں جاتا۔

تو اُس شخص سے یعنی مرنے والے سے کہا جائے گا (کہنے والا کون ہے اور کسے کہے گا؟): ''فيقال للرجل'': کون کہیں گے ؟ دو فرشتے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: دو فرشتے جو ہیں وہ قبر میں اس مرنے والے انسان کے پاس آتے ہیں اُسے بٹھاتے ہیں، پھر اُس سے سوال کرتے ہیں، یہاں تک کہ جو دفنانے والے لوگ ہیں جو اس میت کو دفنا کر چلے گئے ہیں یہ میت جو ہے اُن کے قدموں کی آہٹ کی آواز جو ہے وہ سنتی ہے جب اُن سے سوال کیا جاتا ہے (یعنی میت سے)، اس لیے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو اس معاملے میں رہنمائی ہے جیسے حدیث میں آیا ہے کہ جب میت کو دفنا دیا جائے تو قبر پر تھوڑی دیر رُکا جاتا ہے اور اس کے لیے دعائے مغفرت کی جاتی ہے؛ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''اِسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ وَاسأَلُوا لَهُ التَّثْبِيتَ، فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ'' (جیسا کہ ابوداود کی روایت میں آیا ہے اور علامہ البانی رحمہم اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے: کہ اپنے بھائی کے لیے دعائے مغفرت کرو اور اُس کے لیے ثابت قدمی کی دعا کرو کیونکہ یقیناً اُس سے اس وقت سوال کیا جا رہا ہے "فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ")۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: کہ بعض آثار میں یہ آیا ہے کہ اُن کے نام جو ہیں دونوں فرشتوں کے منکر اور نکیر ہیں؛ (اور یہ روایت جو ہے ترمذی میں ہے اور علامہ البانی صحیح فرماتے ہیں کہ صحیح حدیث ہے)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): بعض علماء نے ان دونوں ناموں کا انکار کیا ہے کہ یہ دو نام فرشتوں کے کیسے ہو سکتے ہیں؟! اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کا یعنی ایک بلند درجہ ہے اللہ تعالیٰ کی خاص مخلوقات ہیں تو ایسے نام جو ہیں وہ کیسے ممکن ہیں کہ جو فرشتے ہیں جن کا بہت بڑا شرف ہے اُن کا نام منکر اور نکیر اس طریقے سے یعنی نام ہوں؟! اور حدیث جو صحیح حدیث ہے بعض علماء نے اُس حدیث کو بھی ضعیف قرار دیا ہے کہ حدیث ضعیف ہے اور یہ نام جو ہیں اِن فرشتوں کے ثابت نہیں ہیں! اور بعض علماء نے یہ کہا ہے: کہ یہ حدیث حجت ہے اور صحیح ہے اور یہ نام جو ہیں "منکر اور نکیر" یہ صحیح ہیں اُن کی ذات کے اعتبار سے۔

یعنی ذات کے اعتبار سے منکر نہیں ہیں بلکہ اس لیے منکر اور نکیر کہا گیا ہے کیونکہ مرنے والا اُن کا پہچانتا نہیں ہے جانتا نہیں ہے کہ کون ہیں (پہلی مرتبہ میت جو ہے اُن کو دیکھتی ہے تو یہ جانتی نہیں ہے کہ کون ہیں)۔

آپ جس چیز کو نہیں جانتے تو آپ کے لیے وہ چیز معروف نہیں ہوتی وہ کیا ہوتی ہے ؟ منکر ہی ہوتی ہے (یعنی یہ لفظی معنی ہے)۔اس کی دیکھیں علماء دلیل کی بات کرتے ہیں اس کی دلیل کیا ہے ؟ کہ جب آپ کسی چیز کو نہیں جانتے تو پھر اسے منکر کہا جاتا ہے اور یہ منکر جو ہے وہ اصطلاحی شرعی معنی نہیں لیا جائے گا اس سے بلکہ صرف لغوی معنی لیا جائے گا جس کا مطلب ہے عدم پہچان آپ اسے پہچانتے نہیں ہیں یا جانتے نہیں ہیں۔

سورۃ الذاریات آیت نمبر 25 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی زبانی جب فرشتوں کی سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام سے ملاقات ہوتی ہے وہ اُن کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور کھانا دیتے ہیں وہ کھانا نہیں کھاتے تو کیا فرماتے ہیں ؟ ﴿قَوۡمٌ مُّنۡكَرُوۡنَ﴾ : یہ کیوں فرمایا؟ کیونکہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نہیں جانتے تھے کہ یہ فرشتے ہیں؛ اسی طریقے سے میت جو ہے وہ نہیں جانتی کہ جو فرشتے ہیں یہ منکر اور نکیر ہیں اس لیے کہا جاتا ہے منکر اور نکیر میت کے اعتبار سے کہ اُن کو کوئی پہچانتا نہیں ہے؛ تو منکر اور نکیر کہا گیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے اور یہ نام بھی دونوں فرشتوں کے صحیح ہیں اور یہی قول راجح ہے۔

پھر ایک اور مسئلہ ہے کہ کیا یہ جو دونوں فرشتے ہیں کیا نئے فرشتے ہیں جو أصحاب القبور کے لیے خصوصی طور پر ان سے سوالات کرنے کے لیے مقرر کیے گئے ہیں یا یہ وہی فرشتے ہیں جو انسان کے اعمال لکھتے ہیں جو دائیں اور بائیں بیٹھے ہیں ؟

(سبحان اللہ) دیکھیں علماء مسائل کی کس طریقے سے وضاحت کرتے ہیں !

اب مسئلہ کہاں سے تھا؟ صرف قبر کی زندگی کی ہم بات کر رہے تھے، پھر برزخ کی بات آئی (قبر سے زیادہ وسیع)، پھر اُس سے زیادہ فرشتے جو ہیں؛ اب سوالات ابھی آگے ہیں ! اصل بات سوالات کی ہے نا جو سوالات کیے جائیں گے ؟ لیکن علماء نے مسائل کو کس طریقے سے بالکل آسانی سے بیان کیا ہے تاکہ جو طلاب علم ہیں ان تمام مسائل کو سمجھیں اور سمجھانے کے لیے اُن کے لیے آسانی ہو کیونکہ بہت سارے لوگ ایسے بھی موجود ہیں اُمت میں جو قبر کے عذاب اور نعیم کا انکار کرنے والے ہیں !

یعنی اتنی تفصیل کے باوجود بھی دلائل کے باوجود بھی یہ قرآن مجید کی آیات الگ موجود ہیں اس کے ثبوت میں، اور صحیح احادیث بھی الگ موجود ہیں، اور علماء کی تفصیل بھی الگ موجود ہے؛ یعنی دیکھیں نور علی نور ہے اگر اللہ تعالیٰ کسی کو بصیرت عطا فرمائے اور کوئی ان مسائل کو سمجھنا چاہے واللہ ! مشکل نہیں ہے۔ مشکل کس کے لیے ہے ؟ جو سمجھنا ہی نہیں چاہتا (سچ بات ہے !)۔

دیکھیں اگر آپ اپنے کان اور آنکھیں بند کر لیں تو کون آپ کو سُنا سکتا ہے ؟! کون آپ کو دکھا سکتا ہے ؟!

ابھی آنکھیں بند کر لیں آپ کو پتہ چلے گا کہ دن ہے یا رات ہے؟ آپ کو چیخ چیخ کر بتائیں کہ بھئی دن ہے رات نہیں ہے آپ مانیں گے؟ آپ کے لیے اندھیرا ہے کہ نہیں؟ کیوں اندھیرا ہے؟ آنکھیں بند ہیں!

یعنی آپ خود نہیں چاہتے کہ آپ حق کو سمجھیں تو پھر آپ کو کوئی نہیں سمجھا سکتا! لیکن واقعی کوئی شخص اگر حق کو سمجھنا چاہتا ہے تو واللہ! علماء نے کوئی کمی نہیں چھوڑی۔

خصوصی طور پر یہ علماء شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ جیسے علماء جنہوں نے اپنی زندگی وقف کر دی اس میں خصوصی طور پر علم العقیدہ کے لیے اور ان مسائل کو یعنی اتنا کھول کھول کر بیان کیا ہے؛ بعض لوگ کہیں گے یا کہتے ہوں گے کہ کیا ضرورت تھی ان مسائل کی باریک بینی میں جانے کی؟ اب فرشتے ہیں، اب یہ فرشتے ہیں کیسے فرشتے ہیں؟

اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ دیکھیں علماء ایسے بھی تھے جو صحیح حدیث کے ہوتے ہوئے بھی منکر نکیر کے ناموں کا انکار کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ممکن نہیں ہے جبکہ قرآن مجید کی آیت موجود ہے! ﴿قَوْمٌ مُّنكَرُونَ﴾ کی آیت موجود ہے اور یہی علماء یہ آیت بھی پڑھتے ہیں لیکن کوئی چیز رہ گئی اُن سے، نہیں سمجھ سکے! (سبحان اللہ)۔

تو اب مسئلہ ہے کہ یا یہ دو فرشتے جو ہیں (منکر اور نکیر) یہ الگ سے خاص فرشتے ہیں جو مقرر کیے گئے ہیں قبر میں سوال کے لیے یا یہ وہ فرشتے ہیں جو دنیا میں انسان کے اعمال لکھتے ہیں دائیں اور بائیں جو بیٹھے ہیں جیسے سورۃ ق کی آیت میں آیا ہے ﴿عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ﴾(ق:17)؟

بعض علماء نے کہا ہے (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں) کہ یہ وہ فرشتے ہیں جو انسان کا نامۂ اعمال لکھنے والے ہیں اور یہی فرشتے جو ہیں قبر میں تینوں سوال کریں گے؛ اور دوسرے علماء نے یہ کہا ہے کہ یہ الگ سے اور فرشتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے خاص مقرر کیا ہے قبر میں (یا برزخ میں) سوال کرنے کے لیے، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ﴾(المدثر:31)۔

اور جو فرشتے ہیں ایک عظیم مخلوق ہیں اور تعداد میں بہت بڑی تعداد ہے فرشتوں کی (بہت ہی زیادہ تعداد ہے، سبحان اللہ)؛

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں فرشتوں کی تعداد کے تعلق سے: "کہ آسمان جو ہے وزن کی وجہ سے ایک خاص آواز آتی ہے آسمان سے (اسے اُطیط کہتے ہیں)"۔ اردو میں کیا کہتے ہیں اُطیط کو؟ جب آپ چارپائی پر بیٹھتے ہیں نا جب کوئی وزن ہوتا ہے کوئی وزنی شخص بیٹھتا ہے چارپائی پر تو آواز آتی ہے نا؟

اُس آواز کو اُطیط کہتے ہیں، کھڑ کھراہٹ کی آواز بالکل اسی طریقے سے آواز، تو آسمان سے ایسی آواز آتی ہے۔

دیکھیں کتنے کھلے آسمان ہیں، سات آسمان ہیں اور وسیع مخلوق ہے اللہ تعالیٰ کے آسمان جو ہیں اِن آسمانوں پر بہت بڑا بار ہے اس بار کی وجہ سے یہ آواز سنائی دیتی ہے (سبحان اللہ) ایسی آواز آتی ہے۔ یہ بار کس چیز کا آسمانوں میں؟ فرشتوں کی وجہ سے۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "کہ اِن آسمانوں میں کوئی ایک بالشت یا چار انگلیوں کی جگہ خالی نہیں ہے اِلَّا یہ کہ کوئی فرشتہ ہے جو قائم ہے، یا رکوع میں ہے، یا سجدے میں ہے"۔

اچھا یہ کب سے ہے؟ اور کب تک؟ جب سے فرشتہ پیدا ہوا ہے، قیامت قائم ہونے تک (إِلَّا ماشاء الله سبحانه وتعالیٰ)؛ یہ فرشتہ مقرر ہے، یعنی جو قائم ہوا وہ قائم ہے اللہ کے ذکر میں، جو رکوع میں ہے وہ رکوع میں ہے سَر نہیں اُٹھائے گا، جو سجدے میں ہے سَر نہیں اُٹھائے گا وہ (سبحان اللہ)۔ اور یہ حدیث جو ہے مسند احمد اور حاکم نے اسے روایت کیا ہے، ابن ماجہ اور ترمذی میں بھی موجود ہے یہ روایت جو ہے، سنن میں بھی موجود ہے، اور علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

آپ یہ دیکھیں (سبحان اللہ) کہ ہم تھوڑی سی عبادت کرتے ہیں اور یوں لگتا ہے کہ ہم نے کتنا بڑا کمال کر دیا ہے! یہ ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق دی ہے عبادت کرنے کی؛ دیکھیں عبادت مشروع ہے تو ہم کرتے ہیں مشروع نہ ہوتی تو بدعت ہوتی نا؟! یہی فرق ہے سنت اور بدعت میں: سنت وہ ہے جس کی دلیل ہو اور دلیل پر عمل کرتے ہوئے ہم عبادت کرتے ہیں۔

دیکھیں اللہ تعالیٰ کو ہماری عبادت کی ضرورت نہیں ہے ضرورت ہمیں ہے۔ کیوں ضرورت ہے ہمیں؟ کیونکہ ہم فقیر ہیں حقیر ہیں، محتاج ہیں، مشکل میں ہیں تکلیفوں میں ہیں۔ نہیں؟! تو ان مشکلات کو آسان کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرنے کے لیے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہم یہ عبادات کرتے ہیں۔ اور کیسے کرتے ہیں؟ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کو کیا ملتا ہے بتائیں مجھے؟!

جب ہم قربانی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے؟ ﴿لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ﴾ (الحج:37)۔

بکرا ذبح کیا قربانی کرلی ہم نے؛ بسم اللہ پڑھی تکبیر پڑھی، سنت کے مطابق ہم نے ذبح کر لیا، خون بہہ گیا گوشت ہم نے کھالیا اللہ تعالیٰ کو کیا ملا؟! یہ دل ہے۔ تقویٰ کیا ہے؟ دل ہے نا؛ دل کا عمل ہے جس کا اثر پورے جسم میں ہوتا ہے۔

کس حالت میں کس کیفیت میں ہم نے عبادت کی ہے یہ ایک مثال ہے قربانی کی۔

نماز ہم کیسے پڑھتے ہیں؟ کیوں پڑھتے ہیں؟ منافق بھی نماز پڑھتا ہے اس کی نماز کیسی ہے اور مخلص بھی نماز پڑھتا ہے، موحد نماز پڑھتا ہے اس کی نماز کیسی ہے، بدعتی بھی نماز پڑھتا ہے اس کی نماز کیسی ہے، کیا سب برابر ہیں؟ نہیں واللہ! برابر نہیں ہیں!

کیوں برابر نہیں ہیں؟ فرق کس چیز میں ہے؟ ﴿وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ﴾: کیونکہ ان لوگوں کا تقویٰ برابر نہیں ہے، تو واللہ! نتیجہ بھی برابر کبھی نہیں ہو سکتا۔ جب اساس ہلی ہوئی ہے جب آپ کی بنیاد ہی نہیں ہے تو عبادت سے کیا ملے گا آپ کو؟! اس لیے دکھانے کی کیا ضرورت ہے؟! وہ بہتر جانتا ہے۔

اس لیے جب کوئی شخص کوئی عبادت کرتا ہے اور اس پر وہ ہمیشگی اختیار کرتا ہے پھر کسی وجہ سے وہ بیمار ہو جاتا ہے یا سفر پر چلا جاتا ہے عبادت نہیں کر سکتا، اس کو مکمل اُجر ملتا ہے کہ نہیں ملتا؟ ملتا ہے، کمال ہے! کیوں ملتا ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اخلاص کو جان لیا ہے کہ مخلص ہے، متقی ہے اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے (سبحان اللہ) کیونکہ اللہ تعالیٰ دینا چاہتا ہے خیر سے نوازنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ جنت دینا چاہتا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا ہم چاہتے ہیں؟!

اس لیے یہ کبھی نہ سمجھیں کہ جب ہم عبادت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو کوئی اس کا فائدہ ہوتا ہے!

فرشتوں کو دیکھ لیں ذرا اس حدیث پر تھوڑا سا غور کریں آپ؛ ان آسمانوں کی طرف دیکھیں کبھی تو اس حدیث کو ذرا یاد کریں کہ یہ جو کھلا آسمان نظر آتا ہے نا یہ السماء الدنیا کا نیچے والا حصہ ہے پوری السماء الدنیا بھی نہیں ہے، دنیاوی آسمان کا نیچے والا حصہ ہے جہاں پر ہمیں یہ اسٹارز (Stars) نظر آتے ہیں؛ پہلا آسمان ابھی اس دنیا کا آسمان اور ہے، پھر اس سے دوسرا، تیسرا، ساتویں آسمان تک، یہ تمام پورے آسمان جو ہیں بھرے ہوئے ہیں فرشتوں سے جو ہمیں نظر نہیں آتے۔

اور یقیناً وہ ان اسٹارز (Stars) سے بھی زیادہ ہیں کہ نہیں کیونکہ اسٹارز (Stars) دیکھیں تو چار انگلیوں سے ایک بالشت سے زیادہ دور ہیں نا؟! یعنی چار انگلیوں کے رکھنے کی جگہ نہیں ہے خالی اِلّا یہ کہ ایک فرشتہ موجود ہے اور عبادت میں مسلسل مصروف ہے، جب سے وہ پیدا ہوا ہے اُسی حالت میں ہے (إلّا أن يشاء الله سبحانه وتعالیٰ) تو عبادت کرتے ہوئے اس حدیث کو مدنظر رکھ کر عبادت کرنا اور دیکھنا۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْـدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ﴾ (الذاریات:47)؛ یعنی آسمان کتنا وسیع ہے ان وسیع آسمانوں میں جو ہے اللہ تعالیٰ کے یہ خاص فرشتے مقرر ہیں۔

تو اس میں قول راجح کیا ہے کہ یہ وہی فرشتے ہیں جو نامۂ اعمال لکھتے ہیں یا خاص فرشتے جو مقرر ہیں سوال کے لیے قبر میں؟ یہ خاص فرشتے ہیں جو مقرر کیے گئے ہیں سوال کے لیے۔

شیخ صاحب سے پھر یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ ہر انسان کے لیے الگ الگ فرشتے ہیں (سبحان اللہ) جو سوال کرتے ہیں منکر اور نکیر، "والله على كل شيء قدير"۔

پھر یہ سوال جو ہیں یہ جو تین سوال ہیں:

(۱) "مَنْ رَبُّكَ؟": پہلا سوال ہے۔

یعنی اس جملے سے مراد کیا ہے "مَنْ رَبُّكَ"؟ عام معنی کیا لیتے ہیں ہم؟ کہ تمہارا ربّ کون ہے؟

دیکھیں شیخ صاحب بڑی پیاری بات فرماتے ہیں، فرماتے ہیں: "من ربك الذي خلقك وتعبده وتخصه بالعبادة؟" (تمہارا ربّ کون ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور تم اس کی عبادت کرتے ہو اور خصوصی طور پر عبادت کرتے ہو اخلاص کی بنیاد پر؟)۔

یہاں پر عبادت کا ذکر تو نہیں ہے نا تو یہ کہاں سے آ گیا؟

شیخ صاحب فرماتے ہیں: تاکہ کلمہ توحید جو ہے اُس کا صحیح معنی لیا جائے ربوبیت کا اور الوہیت کا۔

اور وجہ یہ ہے اس وضاحت کی کیونکہ بعض لوگوں کو یہاں سے غلط فہمی ہوئی ہے کہ "مَنْ رَبُّكَ؟" جب آپ کہتے ہیں، اگر کوئی شخص توحید عبادت میں کوئی غلطی کرتا ہے اور اس کی توحید ربوبیت صحیح ہے تو وہ جواب تو دے پائے گا نا۔

"مَنْ رَبُّكَ؟": اگر اس سے مراد صرف "تمہارا ربّ کون ہے" اس کا مطلب ہے جس نے شرک کیا ہے وہ صحیح جواب دے گا کہ نہیں؟ اگر صرف اس حد تک معنی لیا جائے "تمہارا ربّ کون ہے" یا وسیع معنی لیا جائے جو صحیح معنی ہے کہ "مَنْ رَبُّكَ؟" سے مراد تمہارا ربّ کون ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور تم کس کی عبادت کرتے تھے دنیا میں، تو کون سا مفہوم ہے پہلا یا دوسرا؟

دوسرا۔

دوسرا کیوں پہلا کیوں نہیں؟ کیونکہ اگر پہلا لیا جائے "تمہارا ربّ کون ہے" پھر ابو جہل کہاں ہے؟ ابو لہب؟ ابو جہل جانتا نہیں تھا کہ اُن کا ربّ کون ہے؟!

اگر پوچھا جائے اُن سے کہ تمہیں کس نے پیدا کیا ہے کیا کہتے ہیں؟ اللہ نے پیدا کیا ہے۔ یہ سوال کس سے کیا جارہا ہے؟ مشرکین عرب سے (ابو جہل، ابولہب سے)۔ جواب کون دے رہے ہیں؟ یہ مشرکین دے رہے ہیں۔

تمہیں کس نے پیدا کیا ہے (الزخرف:87)؟ زمین اور آسمان کو کس نے پیدا کیا ہے (الزمر:38)؟ ﴿لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ﴾: یقیناً (تاکید کے ساتھ) وہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔

اور جو پیدا کرنے والا ہے اسے "ربّ" کہتے ہیں۔

قاعدہ کیا ہے؟ جس نے اللہ تعالیٰ کی توحید ربوبیت میں کی ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید الوہیت میں بھی کرے ورنہ اس کی توحید ربوبیت اس کے کام نہیں آئے گی۔

اس لیے علماء یہ جملہ ایڈ (Add) کر دیتے ہیں اس معنی میں کہ ''مَنْ رَبُّكَ؟'' سے مراد صرف جیسے ظاہر لفظ بیان کیا جارہا ہے "کہ تمہارا ربّ کون ہے؟" یعنی تمہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ اگر کوئی شخص یہ کہہ دے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تو وہ بچ جائے گا؛ ہرگز نہیں! اس سے مراد یہ ہے "کہ تمہارا ربّ کون ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور تم کس کی عبادت کرتے تھے دنیا میں ؟ کہیں شرک تو نہیں کرتے تھے کیا؟" (سبحان اللہ)۔

دوسری بات: اگر اس سوال کے جواب میں ''مَنْ رَبُّكَ؟'' صرف یہی ظاہر معنی مراد ہو تو کرسچن (Christian) اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں کہ نہیں؟ ربّ کو مانتے ہیں کہ نہیں؟ یہودی مانتے ہیں کہ نہیں؟ پھر تو سارے کامیاب ہو گئے نا؟! اہل توحید اور اہل شرک برابر ہو گئے کہ نہیں ہو گئے؟! (سبحان اللہ)۔

تو ''مَنْ رَبُّكَ؟'' سے مراد توحید ربوبیت، توحید الوہیت دونوں ہیں؛ اور قاعدہ جیسے میں نے بیان کیا ہے قرآن مجید میں آپ دیکھ لیں (کہیں پر بھی دیکھ لیں آپ) جہاں پر توحید ربوبیت کی تاکید کی جارہی ہے اُس کے ساتھ توحید الوہیت کا بھی حکم دیا جارہا ہے؛ یعنی آپ اللہ تعالیٰ کو واحد سچا ربّ نہیں مان سکتے جب تک آپ اللہ تعالیٰ کو واحد سچا معبود نہ مان لیں، یہ قاعدہ ہے۔

(۲) پھر دوسرا سوال: ''وَمَا دِيْنُكَ؟'': یعنی تمہارا وہ کون سا عمل ہے جس کو تم اللہ تعالیٰ کے لیے دین سمجھتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرتے ہو؟

دیکھیں دین عمل کا نام ہے، بغیر عمل کے دین نہیں ہوتا؛ اور دین جیسا کہ ایک قرض اور ادھار ہوتا ہے نا انسان پر جس نے ادا کرنا ہوتا ہے (دَین سے بھی یہ لفظ لیا گیا ہے) ہم مقروض ہیں ہم نے عمل کرنا ہے ہم نے دین پر عمل کرنا ہے جیسے ہمیں حکم دیا گیا

ہے،اور واحد سچا دین ہے دین اسلام جس سے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنا ممکن ہے، باقی جتنے بھی ادیان ہیں وہ لوگوں کے بنائے ہوئے دین ہیں۔

بعض لوگ سمجھیں گے کہ یہ کیسے ممکن ہے جو سابقہ انبیاء (علیہم الصلاۃ والسلام) ہیں اُن کا دین کیا تھا؟! یہ یہودیت، نصرانیت یہ کیا ہیں پھر؟! دین ابراہیم کیا تھا؟! دین نوح (علیہ الصلاۃ والسلام) کیا تھا؟!

اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے؟ ﴿إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾(آل عمران:19): اس کا جواب تو بالکل بڑا آسان ہے قرآن مجید میں کہ اللہ تعالیٰ کے دین صرف اور صرف اسلام ہے اسلام کے سوا کوئی دین نہیں ہے۔

تو پھر یہ ہندوازم کہاں سے آیا؟ یہ یہودیت، نصرانیت؟ یہ لوگوں کے خود ساختہ دین ہیں؛ سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نہ یہودی تھے نہ نصرانی تھے۔ تو یہودیت، نصرانیت کیا ہیں؟ میرے بھائی یہود و نصاریٰ کو جو ہے یہ وہ الفاظ ہیں جو انہوں نے خود اپنے نام رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے یہ کون ہیں؟ اہل الکتاب ہیں۔

اہل کتاب کیوں کہا جاتا ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کتابیں نازل ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے رسول بھیجے ہیں تو اہل کتاب ہیں یہ ، لیکن اِن لوگوں نے خود اپنے نام رکھے ہیں پہچان کے لیے۔

دین نہیں ہے یہودیت، جب اسلام سے ہٹ گئے تو پھر اپنا نیا دین ایجاد کر لیا یہودی بن گئے؛ جب اسلام سے ہٹے نصرانی جو ہیں اپنا خود ساختی دین بنایا تو نصرانی بن گئے۔

اس لیے یہ جتنے بھی ادیان موجود ہیں دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، اور وحدت الادیان بہت بڑا فتنہ بہت بڑی مصیبت ہے آج کے زمانے میں! دور حاضر میں یہ بڑا ایک نیا نعرہ نکلا ہے کہ جو بھی اللہ کو مانتا ہے (ایک نہیں مانتا) وہ ٹھیک انسان ہے وہ دیندار ہے اُس کی رسپیکٹ (Respect) کی جائے! اور ہم سب بھائی بھائی ہیں کوئی فرق نہیں ہے ربّ کو تو مانتے ہیں نا!

یعنی کون تمہارا بھائی نہیں ہے جو ربّ کو مانتا نہیں ہے؟ جو اللہ کے وجود کو نہیں مانتا وہ بے دین جو ہے وہ ہمارا بھائی نہیں ہے، باقی جتنے بھی لوگ ہیں وہ سب ہمارے بھائی ہیں!

دیکھیں آپ دین کی بات کرتے ہیں تو پھر دینی بھائی نہ کہیں، آپ انسان کی بات کرتے ہیں تو انسانیت بھائی ہے، انسانیت میں ہم سب آدم کی اولاد ہیں؛ تو یہ آپ دین کی بات کرتے ہیں پھر جو باطل دین والے ہیں وہ ہمارے بھائی کیسے ہیں؟! ہمارے بھائی تو نہیں ہو سکتے نا باطل دین والے!

یعنی جو سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی عبادت کرنے والے ہیں اور سیدنا عیسیٰ کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا ماننے والے ہیں وہ کیسے ہمارے بھائی ہو سکتے ہیں؟!

تو آپ دین کی بات کریں تو بھائی چارگی کی بات نہ کریں، ہاں انسانیت کی بات کریں تو پھر کہیں کہ انسانیت کے اعتبار سے ہم سب آدم کی اولاد ہیں پھر ہمیں انسانی بھائیوں سے ہمدردی بھی ہوتی ہے (سبحان اللہ)، لیکن جب دین کی بات ہوتی ہے اسلام کی بات ہوتی ہے، توحید کی بات ہوتی ہے سنت کی بات ہوتی ہے تو پھر یہ جو بھائی چارگی ہے صرف خاص لوگوں کے لیے باقی رہ جاتی ہے۔

(۳) تیسرا سوال: "وَمَنْ نَبِيُّكَ؟": یعنی تمہارا نبی کون ہے جس پر تم ایمان لاتے ہو اس کی اتباع کرتے ہو؟

یہ تین سوالات ہیں، اب یہ دلیل جو ہے کہ یہ سوال ہوں گے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ إلي آخر الآية (ابراہیم:27)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یعنی اللہ تعالیٰ اُن کو ثابت قدمی عطا فرماتا ہے، نہ اُن کو کوئی شک وشبہ ہوتا ہے اور نہ ہی جواب دینے میں کوئی دقت یا پریشانی ہوتی ہے (يتلعثمون: اسٹیمر (Stammer) نہیں کرتے، رُکاوٹ نہیں ہوتی جواب دینے میں، بآسانی جواب دیتے ہیں)۔ کب جواب دیتے ہیں؟ کہاں پر دیتے ہیں؟ قبر میں جب اُن سے سوال کیا جاتا ہے۔

اور "القول الثابت": شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ توحید ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ ابراہیم آیت نمبر 24 میں: ﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿٢٤﴾﴾۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾: اس کا معنی جو ہے یہ احتمال بھی وارد ہے کہ متعلقہ "بـ ﴿يُثَبِّتُ﴾": یعنی اللہ تعالیٰ ثابت کرتا ہے مومنوں کو دنیا میں اور آخرت میں۔

اور یہ بھی معنی محتمل ہے کہ اس سے مراد جو ہے ثابت کے لفظ سے ہے اور یہ وصف ہے قول کا، یعنی یہ قول جو ہے یہ ثابت ہے دنیا میں اور آخرت میں، یعنی دونوں اعتبارات سے: چاہے قول جو ہے اور چاہے تثبیت کا معاملہ ہو تو اللہ تعالیٰ ثابت قدمی عطا فرماتا ہے مرنے والے کو جو مومن ہے موحد ہے جب سوال کیا جاتا ہے قبر میں، تو دنیا میں بھی ثابت قدم رہتا ہے توحید اور سنت پر قائم رہتا ہے اور مرنے کے بعد بھی قبر میں جب اُس سے سوال کیا جاتا ہے تب بھی اللہ تعالیٰ اُسے ثابت قدمی عطا فرماتا ہے۔

جو پہلا معنی شیخ صاحب فرماتے ہیں زیادہ اَحسن اور اَقرب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا﴾(الانفال:45)۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓىِٕكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾(الانفال:12)إلي آخر الآية۔

یعنی دنیا اور آخرت میں قول ثابت سے ثابت قدم رہتے ہیں۔

جواب میں: ''فيقول المؤمن'': اب مومن کا ذرا جواب سنیں، مومن کہے گا: ''ربي الله'' (میرا ربّ اللہ تعالیٰ ہے) ''والإسلام ديني، ومحمد (صلى الله عليه وسلم) نبيي''۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ مومن کہے گا: (۱) ''ربي الله'' میرا ربّ اللہ ہے؛ جب اُس سے سوال کیا جائے گا ''مَنْ رَبُّكَ؟'' کہ تیرا ربّ کون ہے؟ (۲) اور جب یہ سوال ہوگا کہ تمہارا دین کیا ہے؟ تو کہے گا کہ میرا دین اسلام ہے۔ (۳) اور جب یہ کہا جائے گا کہ تمہارا نبی کون ہے؟ تو وہ کہے گا کہ میرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

اور یہ جواب صحیح ہے جب یہ جواب مرنے والا دے گا تو پھر آسمان سے منادی ہوگی اور یہ کہا جائے گا: ''صَدَقَ عَبْدِي'' (میرے بندے نے سچ کہا ہے) ''فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ'' (جنت کا اِسے بستر بچھا دو) ''وَأَلْبِسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ'' (اور جنت کا لباس اِسے پہنا دو) ''وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ'' (اور جنت کا اس کے لیے دروازہ یا کھڑکی جو ہے وہ کھول دو)۔

پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ جملہ: ''وَأَمَّا الْمُرْتَابُ'' (اور جو شک کرنے والا ہے)؛ مرتاب کہتے ہیں جو شک کرنے والا ہے، یعنی زندگی میں وہ شک وشبہے کی زندگی گزارتا تھا ثابت قدم نہیں تھا توحید پر؛ ''فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ! لَا أَدْرِي'' (جو مرتاب ہے یعنی منافق جو ہے وہ جواب میں یہ کہے گا ''هَاهْ هَاهْ! لَا أَدْرِي'' میں نہیں جانتا) ''سمِعتُ النَّاسَ يقولونَ شيئًا فقُلتُهُ'' (میں نے لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے سُنا تھا اور میں نے بھی وہی کہہ دیا)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ مرتاب سے مراد: ''الشاك والمنافق وشبهها'' (شک کرنے والا اور منافق جو ہے (یا ان جیسا کوئی بھی ہو) اسے مرتاب کہتے ہیں)۔

اور اُس کا یہ کہنا: ''هَاهْ هَاهْ! لَا أَدْرِي؛ سمِعتُ النَّاسَ يقولونَ شيئًا فقُلتُهُ'' (یعنی ایمان اس کے دل میں نہیں اُترا لیکن لوگوں کی سُنی سُنائی پر وہ بات کرتا تھا جبکہ اُس کا دل ایمان سے خالی تھا)۔

اچھاایک سوال ہے کہ وہ ''هَاهْ هَاهْ!'' کیوں کہے گا؟ جب آپ سے کوئی سوال کرتا ہے جواب آپ کو آتا ہے لیکن آپ بھول چکے ہیں آپ کی حالت کیا ہوتی ہے؟ دیکھیں حسرت سے انسان کہتا ہے نا!

عام طور پر کب ہوتا ہے؟ جب آپ امتحان دینے جاتے ہیں نااور امتحان میں جب پیپر آپ کے سامنے ہوتا ہے آپ کو جواب آتا ہے لیکن پورا نہیں آتا تو آپ بیٹھے ہوتے ہیں سوچتے ہیں، آپ کی ذرا حالت اس وقت تنگ ہوتی ہے اور مزاج بھی تھوڑا سا تبدیل ہو جاتا ہے پھر آپ یعنی حسرت سے اگر کوئی لفظ کہیں تو کیا کہیں گے؟ یہی لفظ نکلتا ہے "ہاہ" کہ جواب کچھ تھا مجھے آ نہیں رہا! اور پھر جب آپ کو جواب آ جائے تو کتنا سکون ملتا ہے، بآسانی بڑی خوشی سے آپ لکھتے ہیں۔

لیکن منافق جو ہے یا مرتاب جو ہے وہ جب کہے گا ''هَاهْ هَاهْ! لَا أَدْرِي'': یعنی کوئی چیز اُس سے غائب ہو چکی ہے وہ اُسے یاد کرنا چاہتا ہے لیکن حسرت کی شدت کی وجہ سے وہ یہ لفظ کہے گا؛ یعنی اُسے یوں لگتا ہے کہ اُسے جواب آتا ہے لیکن وہ کہہ نہیں پا رہا کیونکہ اُسے پتہ نہیں ہے کہ اُسے کہنا کیا ہے، وہ یہ سمجھتا ہے کہ مجھے جواب آتا ہے لیکن وہ کہہ نہیں پا رہا کیونکہ اُسے جواب آتا نہیں ہے کیونکہ سُنی سُنائی پر بات تھی۔

اور یاد رکھیں قبر میں ایمان جو ہے نا ایمان کی بنیاد پر سارا کام ہوتا ہے، ایمان نہیں تو کچھ بھی نہیں ہے! آپ یہاں پر رٹے لگائیں کچھ بھی کریں! حالانکہ جب دیکھا جائے تین سوال مشکل ہیں کیا؟! کوئی منافق کہے (اور یقیناً کہتے بھی ہوں گے کیونکہ حدیث وہ بھی سنتے تھے نا): "یہ کیا بات ہوئی یاد کر لیں گے ہم، مرنے کے بعد جواب دے دیں گے ''ربي الله'' کوئی مشکل ہے یہ؟!"؛ لیکن یقین جانیے "واللہ!" اللہ کی قسم! نہیں دے پائے کا جواب کیونکہ وہاں پر ایمان کی بنیاد پر جواب ہو گا، جب ایمان ہی نہیں دل میں اُترا تو جواب کہاں سے آئے گا؟! پھر حسرت دیکھیں، حسرت کی شدت دیکھیں آپ اتنی حسرا ور ندامت ہو گی کہ کاش! میں اُس وقت اچھی طرح سُن لیتا دل میں بات اُتار لیتا تو آج حسرت نہ ہوتی اور آج اِن فرشتوں کے سوالوں کا صحیح جواب سے پاتا!

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ قول: پھر اُسے لوہے کے ایک اوزار سے مارا جائے گا وہ ایسی چیخ چیخے گا کہ اُسے سب سُنیں گے سوائے انسان کے۔ یہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا جملہ ہے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''يضرب'': یعنی مارا جائے گا اُسے۔ کسے؟ جو شخص جواب نہیں دے پائے گا اِن سوالات کے چاہے وہ کافر ہو یا منافق ہو، اور مارنے والے جو ہیں یہ دونوں فرشتے ہیں جو اُس سے سوال کریں گے۔

اور "مرزبة" جو ہے یہ خاص اوزار یعنی ہتھوڑے نما ٹائپ یا ایسے مطرقہ یا مارنے والا اوزار جو ہوتا ہے لوہے کا وہ ہو گا۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں بعض روایات میں یہ آیا ہے: کہ اگر اہل منیٰ جو ہیں سب جمع ہو جائیں اور اسے اُٹھانے کی کوشش کریں نہیں اُٹھاپائیں گے (اتنا بڑا یعنی یہ اوزار ہوگا اور اتنا بھاری ہوگا!)۔

اُسے مارا جائے گا تو وہ چیخے گا، درد اتنا شدید ہوگا کہ یہ شخص جو ہے ایسی چیخ چیخے گا کہ یہ تمام جو ہے مخلوق اُسے سنیں گے سوائے انسان کے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): یعنی ایسی چیخ ہوگی جو سنائی دے گی اور سب اُسے سنیں گے اُس کی آواز کو اُس چیخ کو، اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (یعنی اس کی ایک یہ دلیل بھی ہے) ایک مرتبہ جو ہیں مشرکین کی قبروں کے بیچ میں سے گزر رہے تھے یا قریب سے گزر رہے تھے اپنی سواری پر جو خچر تھا (جو سواری تھی) تو اچانک وہ یعنی دوڑنے لگا اور ہلنے لگا اور راستے سے ہٹ گیا یہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرنے والے تھے اُس سواری سے کیونکہ اِن قبروں کے عذاب کی آواز اُس جانور نے اُس سواری نے سُن لی تھی۔

اور یہ حدیث صحیح مسلم کی حدیث ہے صحیح حدیث ہے۔

پھر "اسے انسان نہیں سنتا" اس سے مراد شیخ صاحب فرماتے ہیں: اس کی کئی (بہت ساری) حکمتیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ آواز نہیں سننے دیتا:

(۱) پہلی حکمت یہ ہے (شیخ صاحب فرماتے ہیں) جس کی طرف اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا ہے: "لَوْلَا أَنْ لَّا تَدَافَنُوا ، لَدَعَوْتُ اللهَ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِن عَذَابِ الْقَبْرِ" (اگر تم لوگ ایک دوسرے کو دفن کرنا نہ چھوڑ دو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ عذاب قبر سُنا دیتا)۔

یعنی کیوں نہیں سُنایا؟ ڈر کے مارے کون دفن کرے گا! جو اتنا شدید عذاب ہوگا تو کون اپنے پیارے کو پھر قبر میں دفن کرنے کی جرأت کرے گا؟! نہ وہ خود پسند کرے گا نہ کسی اور کو دفن کرنا پسند کرے گا۔ تو پھر کیا حالت ہوگی؟! (سبحان اللہ)۔

(۲) اگلی حکمت دیکھیں، دوسری بات یہ ہے کہ میت کے لیے پردہ پوشی ہے اور ستر ہے؛ جب وہ دفن ہو جاتا ہے ربّ کے حوالے اُس کا معاملہ ہے اب ہم نہیں جانتے کہ اُس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے ہم تو اُس کے لیے دعائے مغفرت ہی کر سکتے ہیں بھلائی کی دعا ہی کر سکتے ہیں، اب اُس کی کیا حالت ہے وہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، لیکن اگر عذاب قبر سُن لیتے تو پھر اُس کی جو پردہ پوشی ہے وہ بھی ختم ہو جاتی ہے۔

(۳) کہ اس کے جو گھر والے ہیں جو پیارے ہیں وہ خود اس تکلیف سے بچ جاتے ہیں۔

اگر کسی کا پیارا کسی کا قریبی رشتے دار یا کسی کا دوست احباب جو ہے اسے دفنا دیا جائے تو اس کے جو قریبی جو گھر والے ہیں جب اُس کا عذاب سنیں گے اُن کی کیا حالت ہو گی؟! کتنی شدید تکلیف ہو گی! تو اللہ تعالیٰ اِن کو اس تکلیف سے بچانا چاہتا ہے اس لیے قبر کا عذاب نہیں سُنائی دیتا۔

(۴) تاکہ اُس کے گھر والے رسوا نہ ہوں، شرمندہ نہ ہوں لوگوں کے سامنے: لوگ یہی کہیں گے کہ دیکھیں فلاں کا بھائی ہے فلاں کا باپ جو ہے، یا فلاں کا قریبی جو ہے یہ اُس کے چیخنے کی آوازیں ہیں (یعنی اس کو عذاب قبر کا مل رہا ہے) تو کتنی رسوائی ہوتی ہے! کتنی شرمندگی ہوتی ہے! تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی بچا دیا ہے (سبحان اللہ)۔

(۵) ہم ہلاک ہو سکتے ہیں: اگر یہ آواز ہمیں سُنا دی جائے قبر میں جو عذاب ہوتا ہے تو پھر اتنا سخت یہ چیخ ہوتی ہے کہ انسان مر بھی سکتا ہے! دہل جاتا ہے ڈر کی وجہ سے، یہ انسان ہلاک بھی ہو سکتا ہے، یا بے ہوش بھی ہو سکتا ہے!

(۶) چھٹی حکمت جو ہے کہ عذاب القبر نہیں سُنایا جاتا اُس کا یہ بھی فائدہ ہے یہ بھی حکمت ہے کہ اگر لوگ یہ سُن لیں عذاب القبر جو ہے پھر یہ ایمان غیب ہو گا یا شہادۃ ہو گا؟ شہادۃ ہو گا: معلوم ہے غیب تو ختم ہو گیا نا پھر! پھر تو یقین ہو جائے گا اور شہادۃ کا ایمان ہو جائے گا، جو اصل مصلحت ہے امتحان کی اور آزمائش کی وہ ختم ہو جاتی ہے اور یقینی طور پر لوگ ایمان لے کر آئیں گے، قطعی طور پر؛ لیکن جب اُن سے یہ چیز چھپائی جاتی ہے تو پھر یہ بھی فائدہ ہے کہ جو خبر دی گئی ہے اُس پر ایمان رکھنا غیب کی بنیاد پر اور یہی آزمائش ہے اصل میں کہ لوگ یقین کرتے ہیں یا نہیں کرتے ہیں۔

پھر ایک تنبیہ ہے: مصنف کا یہ قول: "کہ جس سے قبر میں لوہے کے اوزار سے مارا جاتا ہے وہ چیختا ہے ایسی چیخ جسے سب سنتے ہیں سوائے انسان کے، اگر سُن لیتا تو بے ہوش ہو جاتا":

یہ جو انسان کے تعلق سے بات ہو رہی ہے یہ جنازے کے تعلق سے جب انسان کو جنازے پر اُٹھا کر لے جاتے ہیں (مرنے والے کو) جیسے حدیث میں آیا ہے "اگر یہ صالح شخص ہے مرنے والا (چاہے مرد ہو یا عورت ہو) تو وہ کہے گا ''قَدِّمُونِي'' (جلدی کرو (یعنی قبر میں اُتارنے کے لیے جلدی کرو))، اور اگر وہ نیک نہیں ہے صالح نہیں ہے تو کہے گا کہ ہائے! اس کی خرابی اسے کہاں لے کر جا رہے ہو؟! یہ جو آواز ہے یہ بھی سنتی ہیں تمام مخلوقات سوائے انسان کے، اگر وہ سُن لیتا تو بے ہوش ہو جاتا (یعنی انسان اگر یہ بات سُن لے تو بے ہوش ہو جائے)"۔ اور یہ صحیح بخاری کی روایت ہے۔

اور قبر کے تعلق سے جو چیخ ہے جس کو تمام مخلوقات سُنتی ہیں سوائے انسان کے تو لفظ انسان کا نہیں بلکہ ثقلین کا لفظ ہے "سوائے انسان کے (جن اور انس کے علاوہ) سب سُنتے ہیں"۔ یہ بھی صحیح بخاری کی روایت ہے۔

تو صحیح قول جو ہے تاکہ بات واضح ہو جائے، میں نے شروع میں نہیں کہا تھا میں نے کہا کہ اس ترتیب سے کیونکہ شیخ صاحب نے یہاں آخر میں بیان کیا ہے کیونکہ جو معروف بات ہے کہ جب انسان مر جاتا ہے اور قبر کے سوالات کے جواب غلط دیتا ہے جب فرشتے اسے مارتے ہیں اُس خاص اوزار سے جو لوہے کا اوزار ہے اُس شدید تکلیف اور درد میں جب وہ چیختا ہے اُس کی چیخ کو تمام مخلوقات سُنتی ہیں سوائے ثقلین کے (جن اور انس کے سوا)۔ یہ قبر کی اس تکلیف کے تعلق سے ہے۔

جو صرف انسان سُنتا ہے اس میں جن کا لفظ نہیں ہے روایت میں وہ کس چیز کے تعلق سے ہے؟ جنازہ جب لے کے جایا جاتا ہے جب راستے میں ہوتا ہے جنازہ یعنی مکمل حدیث میں کیا ہے؟ جب انسان کی روح قبض کی جاتی ہے (ابوداود کی جو روایت میں آیا ہے لمبی روایت میں، مسند احمد میں بھی یہ روایت موجود ہے) جب انسان مر جاتا ہے پھر فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہیں اگر وہ نیک اور صالح ہے تو اس کو جنت کے فرشتے لے کر جاتے ہیں اور جنت کا بس کفن ہوتا ہے پھر آسمان کی طرف لے کر جاتے ہیں آسمان کے دروازے بند ہو جاتے ہیں، وہ پوچھتے ہیں آسمان کے فرشتے کہ کون ہے؟ اس کا سب سے اچھا نام جو دنیا میں پکارا جاتا تھا اس کو اس نام سے کہتے ہیں کہ فلاں بن فلاں، تو فرشتے دروازہ کھولتے ہیں پھر ایک آسمان، دوسرے آسمان کے فرشتے، اس طریقے سے دروازے کھل جاتے ہیں ساتویں آسمان تک، پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "صَدَقَ عَبْدِي": اس بندے نے سچ کہا ہے اس کے لیے جنت کا جو بستر ہے بچھادو اور اسے واپس دنیا میں بھیج دو اس میں سے دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

یہ جو حدیث ہے جب انسان کو پتہ چل جاتا ہے کہ اس کا اچھا نام لیا جا رہا ہے آسمان کے فرشتے اس کو لے جا رہے ہیں اور یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ قبر میں جنت کا بستر اس کے لیے بچھا دیا جائے اور جنت کی کھڑکی کھول دی جائے، اُس میں سے وہ جو ٹھنڈی ہوا آئے خوشبو آتی رہے گی تو کیا کہے گا مرنے والا؟ "قَدِّمُونِي": جلدی کرو دیر کیوں کر رہے ہو؟! کیونکہ خوشخبری اس کو مل گئی ہے۔

یہ جو کہے گا "جلدی کرو، دفن کرنے میں دیر نہ کرو" یہ سب وہ کہے گا (سبحان اللہ)، سب سنیں گے؛ عجب بات ہے کہ جو اس کے سب سے قریب ہیں جو اس کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے چل رہے ہیں وہ نہیں سُن سکتے!

اور دوسری طرف اِس کے برعکس اگر منافق ہے، کافر ہے، بدکار ہے، تو وہی جہنم کے فرشتے آئیں گے اور بدبودار کفن لے کر آئیں گے جہنم سے (کانٹے دار کفن) پھر اس کی روح کو لے کر جائیں گے پھر آسمان کی طرف لے کر جائیں گے تو پوچھیں کہ کون ہے؟ کہیں گے کہ فلاں بن فلاِں (سب سے بدترین نام)، وہ کہیں گے اس کے لیے دروازے نہیں کھلیں گے آسمان کے (سبحان اللہ)، اور اسے آسمان سے پھینکا جائے گا اور یہ کہا جائے گا کہ اس بندے نے جھوٹ بولا ہے اس کے لیے جہنم کا بستر بچھا دو اور جہنم کی کھڑی کھول دو۔

جب اُس کی یہ حالت ہو گی تو کیا کہے گا؟ ہائے! میری خرابی مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو؟! یا مجھے دفن مت کرو کیونکہ یہ جو مجھے خبر ملی ہے یہ جو تکلیف دہ بات میں نے سُنی ہے اب مجھے کیوں لے کر جا رہے ہو تکلیف کی طرف، مصیبت کی طرف عذاب کی طرف؟!

تو کبھی نہیں چاہے گا وہ کہ اسے دفنایا جائے لیکن ہوتا کیا ہے دفناتے ہیں کہ نہیں؟ اگر ہم یہ باتیں سُن لیں تو کیا ہو گا؟! (سبحان اللہ)۔

دیکھیں اللہ تعالیٰ کا کرم دیکھیں رحمت دیکھیں ہمارے اوپر اور کتنے پردے میں اللہ تعالیٰ انسان کو رکھتا ہے! نیک اور صالح ہے وہ اپنا عمل لے کر گیا ہے، اگر وہ بدکار ہے کچھ وہ بھی اپنا عمل لے کر گیا ہے؛ اور قبر میں دو قبریں برابر نہیں ہوتیں (سبحان اللہ)، جبکہ آپ دیکھیں کہ دونوں کے بیچ میں ایک بالشت کا فاصلہ بھی نہیں ہوتا۔

قبر میں جو لوگ ابھی اس وقت بھی ہیں، اس وقت بھی ایسے لوگ موجود ہیں ہم اس زمین کے اوپر ہیں وہ زمین کے نیچے ہیں وہ بھی خاص زندگی میں جی رہے ہیں برزخی زندگی میں جی رہے ہیں۔

کبھی غور کیا ہے آپ نے فرعون کو کتنے سال ہو گئے مرے ہوئے؟ ہزاروں سال (کوئی پانچ کہتا ہے کوئی چار کہتا ہے، کوئی زیادہ کوئی کم)۔ پتہ ہے کیا حال ہے فرعون کا؟ ﴿اَلنَّارُ يُعۡرَضُوۡنَ عَلَيۡهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا﴾ (غافر:46)؛ اس وقت کہاں ہے؟ برزخ میں۔ کہاں ہے عذاب میں ہے کہ نہیں؟ کیسی حالت میں ہے؟ یقیناً صبح سے شام تک، شام سے صبح تک آگ پر پیش کیا جاتا ہے (برزخ کی آگ پر)۔

اور یہ اللہ تعالیٰ کی آگ ہے یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے، یقیناً دنیا کی آگ سے کئی گنا زیادہ ہے!

اور آخرت کا شدید عذاب اس سے بھی بڑھ کر ہے! اور جس دن قیامت قائم ہو گی: ﴿اَدۡخِلُوۡۤا اٰلَ فِرۡعَوۡنَ اَشَدَّ الۡعَذَابِ﴾ (غافر:46)؛شدید ترین عذاب میں!

کیا کہا تھا اُس نے دنیا میں؟ ﴿اَنَا رَبُّکُمُ الۡاَعۡلٰی﴾ (النازعات:24): چھوٹی سی مصر کی زمین کر دیکھ کر اتنا بڑا اپنے آپ کو سمجھ لیا اُن وسیع مخلوقات کو نہیں دیکھا اُس نے! ارے، پوری زمین کو دیکھ لیتا! مصر کی زمین کتنی بڑی زمین ہے کیا حیثیت رکھتی ہے؟!

اچھا صرف برصغیر کو دیکھیں یا کانٹیننٹ (Continent) کو دیکھ لیں آپ مصر کہاں پر ہے افریقہ میں ہے نا؟ افریقہ کو دیکھیں کتنا بڑا ہے؟ اس میں مصر کتنا ہے؟ پورے گلوبل کو دیکھیں مصر میں کتنا حصہ بنتا ہے؟

آپ پورے سولر سسٹم کو دیکھ لیں زمین کتنی بڑی ہے اور پھر مصر کتنا ہو گا؟! آپ پوری جو گلیکسیز (Galaxies) ہیں ان کو دیکھ لیں، پھر پوری گلیکسیز (Galaxies) اور جو آسمان جو مخلوقات ہیں حیثیت کیا ہے؟!

نہیں رہا گیا اُس سے کہ تھوڑی سی سلطنت اللہ تعالیٰ نے دے دی اس کی آزمائش تھی، بدترین طریقے سے ناکام ہوا! یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اتنی طاقت دے دی کہ وہ "نرینہ" چھوٹے بچوں کو ذبح کرنے کا حکم دیتا تو ذبح ہو جاتے تھے! اتنا بڑا ظلم! یعنی دیکھیں دل کیا تھا اُس انسان کا کبھی غور کیا ہے آپ نے؟!

بھئی بلی اگر ہم کبھی دیکھیں مرتے ہوئے تو ہماری عجیب سی کیفیت ہو جاتی ہے کہ ارے بلی گاڑی کے نیچے آ گئی ہے! انجانے میں غلطی بھی نہیں ہے آپ کی کیسے دل دھڑکتا ہے؟! کیا حالت ہوتی ہے کہ بلی گاڑی کے نیچے آکر مر گئی ہے؟!

اور نرینہ اولاد (چھوٹے بچے) مثلاً دیکھ کر کتنا پیار آتا ہے بچوں پر! کافر کے بچوں کو دیکھ کر تب پیار آتا ہے کہ نہیں آتا؟ کافر کے بچوں کو دیکھ کر بچوں سے پیار ہوتا ہے کہ نہیں ہوتا؟

اور اِس بندے کا حال دیکھیں نرینہ اولاد! اور بیٹے ویسے بھی زیادہ پیارے لگتے ہیں والدین کو؛ چھوٹے بچوں کو یوں اُٹھاتے ہیں فوجی آتے ہیں اور یوں سر قلم کر دیتے ہیں دودھ پیتے ہوئے بچے کے! یعنی تصور کریں کیا دل تھے اِن لوگوں کے؟!

کبھی سوچا تھا کہ کبھی آگ پر پیش کیے جائیں گے وہ یا اسے کوئی پرواہ تھی؟! اس کے پاس یہی تھی سلطنت جو دنیا تھی۔ اور یقیناً وہ جانتا تھا یا نہیں کہ وہ ربّ نہیں ہے؟ اپنے نفس کے اندر وہ جانتا تھا، اسے پتہ تھا کہ میں نے اپنے آپ کو پیدا نہیں کیا، ربّ کا معنی بھی اس کو پتہ ہے کہ کیا ہے لیکن گھمنڈ، تکبر دیکھیں آپ!

اور فرعون کو کس چیز نے مارا ہے؟ اُس کے گھمنڈ اور تکبر نے اسے مارا ہے!

دیکھیں لوگ مر جاتے ہیں لیکن (نعوذ باللہ) یہ گندی، خبیث، غلیظ صفات باقی رہ جاتی ہیں! کتنے آج بھی لوگ موجود ہیں ایسے جن میں فرعونیت موجود ہے! یہ فرعونیت کہ نہیں لوگوں کے دلوں میں؟ (نعوذ باللہ)۔

تو گندی خصلتیں یہ غلاظتیں جو ہیں یہ دل سے نکالیں، واللہ! تکبر میں کوئی خیر نہیں ہے۔

فرعون کا جو انجام ہوا ہے ہر متکبر کو ڈرنا چاہیے کہ کہیں کسی وقت اللہ تعالی کی اگر ناراضگی ہو جائے اسے توفیق نہیں ہو گی اس غرور، تکبر سے توبہ کرنے کی (نعوذ باللہ)، جب تک خود توبہ نہیں کرتا اور قدم نہیں بڑھاتا توبہ کا (إنا لله وإنا إليه راجعون)۔

پھر قبر کا فتنہ، یا نعیم، یا عذاب؛ اتنا کافی ہے اگلے درس میں ان شاء اللہ مزید بات کریں گے مزید تفصیل کے ساتھ کہ قبر کا فتنہ کیا ہے؟ آزمائش تو ہو گئی ہے اب نعیم اور عذاب کے تعلق سے چند اہم باتیں ہیں۔

اور اگلے درس میں ہم یہ جانیں گے ان شاء اللہ کہ جن لوگوں نے انکار کیا ہے اُن کا علمی جواب کیا ہے، اور اس کے دلائل کیا ہیں؟ اور یہ عذاب جو ہو گا جسم پر ہو گا یا روح پر ہو گا؟ دونوں پر ہو گا؟ کیسے ہو گا؟ اس کی مزید کیا تفصیلات ہیں اور اہل سنت والجماعت کا اس کے تعلق سے کیا عقیدہ کیا ہے؟ اور اس کے کیا دلائل ہیں؟ اور مزید کچھ تفصیل کے ساتھ ان شاء اللہ بیان کریں گے۔

((واللہ أعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (075.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio